مشق سخن

ایک سے زائد شادی انسانی ضرورت اور فطرت کے عین مطابق ہے

خان گلفام نوریہ فخر الدین (اسلام پور)

روز اس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے
کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے

دنیائے انسانیت اللہ رب العالمین کی پیدا کردہ مخلوق ہے اس لئے ان کی فطرت اور نفسیات کو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کون سمجھ سکتا ہے اور اس کے موافق نظامِ زندگی فراہم کرسکتا ہے، اور اللہ کا دیا ہوا نظام مذہب اسلام ہے جو قرآن وسنت کی صورت میں قیامت تک ساری انسانیت کے لئے مکمل نظامِ حیات اور دستورِ زندگی ہے، معلوم ہوا انسان کی ہدایت کے لئے دو ہی ذرائع ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ (۱) اللہ کی کتاب (۲) اور اس کے رسول ﷺ کی حدیثیں۔ یہ فطرت انسانی کے عین موافق ہے اور اس کی نفسیات کے لئے اس سے موزوں کوئی دوسرا لائحہ عمل نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ اسلامی قوانین کا واضع وہی ذات ہے جس نے انسانیت کو عدم سے وجود بخشا ہے، اب اس کی شریعت میں تحریف وترمیم نہیں کی جاسکتی ہے اور نہ کسی قسم کی لفظی ومعنوی تبدیلی کی کوشش ہی کامیاب ہوسکتی ہے۔ کیونکہ قرآن کا کھلم کھلا چیلنج ہے ﴿لا تَبدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللهِ﴾ ''اس کے کلمات میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ہے''۔

یہاں مسئلہ یہ ہو رہا ہے کہ اپنی ناکامیاں چھپانے کے لئے اور سیاسی جتھا بندی کو مستحکم کرنے کے لئے ہماری موجودہ حکومت کچھ نئے شوشے چھوڑ چکی ہے ان میں ایک شوشہ تعددِ ازدواج کا ہے۔

سچائی یہ ہے کہ یہ مسئلے مسائل صرف اور صرف حربے ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے سامنے نت نئے فتنے اور متعدد قسم کے مسائل کھڑے کرکے اپنے مذموم ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش ہے ورنہ انہیں خود معلوم ہے کہ مسلمانوں کے اندر عملاً تعددِ ازدواج کی شرح دوسروں کے مقابلے میں بہت کم ہے اور مزید یہ کہ اس سے ایک بڑا سماجی مسئلہ بھی حل ہوجاتا ہے۔

یہ حقیقت کسے معلوم نہیں ہے کہ تخلیق انسانی کا تصور ابتداء ہی سے جوڑے کے ساتھ ہوا ہے اور چین وسکون کے واسطے الفت ومحبت کو باہم فروغ دیا گیا ہے اسی محبت والفت اور جوڑے کی زندگی گزارنے کو اسلام نے ازدواج سے تعبیر کیا ہے۔ البتہ یہ مسئلہ کہ ایک مرد کتنی عورتوں سے شادی کرسکتا ہے؟ تو یاد رہے کہ ایک مرد کے لئے متعدد بیویاں رکھنا شریعت محمدیہ سے پہلے بھی تقریباً دنیا کے تمام زندہ مذاہب میں جائز سمجھا جاتا تھا۔ عرب، ہندوستان، ایران، مصر، بابل وغیرہ ممالک کی ہر قوم میں کثرت ازدواج کی رسم پائی جاتی تھی اور آج بھی یہ تصور موجود ہے اور اس کی فطری ضرورت ہونے سے آج بھی کوئی دانشور انسان انکار نہیں کر سکتا۔

آخر یہ کیا بات ہوئی کہ ایک انسان تو زنا کرے، نسلوں کو حرامی کردے کوئی بات نہیں، لیو اِن ریلیشن شِپ میں عورت کو رکھے پھر سوکھی ڈال کی طرح اسے پھینک دے تو کوئی بات نہیں مگر ایک آدمی شرعی، قانونی اور سماجی وقار کے مطابق کسی عورت سے دوسری یا تیسری شادی کرے اور حلال طریقہ اختیار کرے تو مجرم بن جائے!۔

نکاح کیا ہے؟ ''العقد بين الزوجين يحل به الوطى'' ''زوجین کے مابین ایسا عقد (بندھن) جس کے ذریعے وطی حلال ہوجائے''۔

نکاح کا مقصد وطی کرنا، خواہش کو پورا کرنا اور اپنے آپ کو تقویٰ و طہارت کا پابند بنانا اور عصمت وعزت کی حفاظت و پاکدامنی کے ساتھ ساتھ اخراجات کی فراہمی ہے۔ اب اگر فطری خواہشات کی تکمیل ایک عورت سے نہیں ہو پارہی ہے اور وہ عدل کے ساتھ نان ونفقہ اور زندگی کی تمام ضروریات کو برداشت کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے تو ایسے شخص کے لئے مذہب اسلام نے ایک سے زائد عورتوں سے شادی کی اجازت دی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی بھی عورت مشارکت برداشت نہیں کرتی (ہندوستان میں بطور خاص) حالانکہ یہ عمل شریعت کے ساتھ کھلواڑ ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَإِنْ خِفتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامى فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفتُمْ

أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَالِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُولُوا﴾(النساء:٣)

''اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دودو، تین تین، چار چار سے، لیکن اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے یا تمہاری ملکیت کی لونڈی یہ زیادہ قریب ہے، (ایسا کرنے سے ناانصافی اور) ایک طرف جھک پڑنے سے بچ جاؤ''۔

قیس بن حارث نے بیان کیا کہ میرے مسلمان ہونے تک میرے عقد میں آٹھ عورتیں تھیں، میں نے محسن کائنات ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ان میں سے چار کو جو تمہیں پسند ہوں چن لو اور بقیہ کو اپنے عقد سے علاحدہ کردو''۔(ابن ماجہ)

اس دستور کی حکمت و مصلحت کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ شوریدہ سری کے شکار اسلام مخالفین اس سے بخوبی آشنا ہوجائیں کہ اسلام کا دستور سراپا رحمت ہے۔

ا۔ مردم شماری سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ مردوں کی شرح پیدائش سے کہیں زیادہ عورتوں کی شرح پیدائش ہے اور مرنے والوں میں مردوں کی تعداد بھی عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے، اسی طرح جنگوں میں مردوں کی اچھی خاصی تعداد ختم ہوجاتی ہے نتیجۃً عورتوں اور مردوں کا تناسب باقی نہیں رہتا ایسے نازک حالات میں مردوں کو چار شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی۔

۲۔ حوّا زادیوں کی عزت و آبرو کی حفاظت اور بے راہ روی کا سدِّ باب ہے کیونکہ اگر چار شادیوں کے تعلق سے اجازت نہ ہوتی تو ظاہر ہے کہ عورتوں کی تعداد بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہونے پر جنسی انارکی اور آزادانہ اختلاط کے خطرات سے معاشرہ دوچار ہوجاتا۔ نتیجۃً مریم زادیوں کے تقدس و پاکدامنی کا سرعام خون ہوتا۔ نسل اور وراثت کے مسائل میں کافی پریشانیاں لاحق ہوتیں اور غلط طریقے سے پیدا ہونے والے بچوں کی سماجی زندگی ان کے لئے مصیبت بن جاتی اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا جیسا کہ آج مغربی دنیا کا حال کسی سے مخفی نہیں ہے۔

۳۔ اگر تعدد ازدواج کی اجازت نہ دی جاتی تو بہت سارے مرد اولاد سے محروم رہ جاتے کیونکہ بعض عورتیں فطرتاً بانجھ ہوتی ہیں، ایسی صورت میں قطع نسل لازم آتا جو نکاح کے حقیقی مقصد کے بالکل مخالف ہے، اس لئے اسلام میں ازدواج کا ایک اہم مقصد نسل انسانی کی افزائش اور قطع نسل سے محفوظ رکھنا ہے۔

۴۔ مردوں کو زناکاری سے محفوظ رکھنا ہے۔ عام طور سے ہر ملک میں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی جسمانی قوت فطرتاً جلد متأثر ہوجاتی ہے اور وہ جلد ہی آئسہ اور بوڑھی ہوجاتی ہیں ایسی حالت میں جبکہ مرد کے قویٰ بالکل محفوظ ہوں اور عورت بوڑھی ہوچکی ہو تو واضح ہے کہ ان اوقات میں مرد اپنی خواہشات کی تکمیل غلط طریقے سے پوری کرنے کی کوشش کرے گا۔ جو کہ ایک خطرناک اور گھناؤنا جرم ہے۔

۵۔ عزت نفس، عفت و پاکدامنی، تقویٰ و طہارت اور مال و جائداد کی حفاظت بھی تعدد ازدواج کے اغراض و مقاصد میں مضمر اور پنہاں ہے، جو انسانی فطرت و طبیعت اور جبلت کا خاصہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو آیات و احادیث خطبۂ حاجہ کے بعد پڑھی جاتی ہیں ان میں بھی ان اغراض و مقاصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نکاح کو نصف ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس انسان نے شادی کر لی اس نے نصف ایمان کی تکمیل کر لی اور نصف کے لئے اسے چاہئے کہ اللہ سے ڈرے۔

اس سے دونوں کی عفت و عصمت محفوظ رہے گی، معاشرہ میں اخلاقی بیماریوں کے جراثیم اثر انداز نہیں ہوں گے والدین اور اقارب کو ذلت و رسوائی کا منہ نہیں دیکھنا پڑے گا۔ کسی کا سر نیچا نہیں ہوگا اور نہ کسی کی ناک کٹے گی، معاشرہ اور افرادِ معاشرہ چین و سکون کی نیند سو جائیں گے، کسی کو کسی بھی قسم کا خوف دامن گیر نہ ہوگا۔ انسانی معاشرہ ایک صالح معاشرہ کی مثال قائم کرتے ہوئے امن کا گہوارہ بن جائے گا۔

کچھ اعتراضات بھی پڑھتے جائیں:

ہوسکتا ہے کوئی اعتراض کرتا ہوا یہ کہے:

تعدد یعنی ایک سے زائد بیویاں کرنے میں ایک ہی گھر میں کئی ایک سوکنوں کا وجود پیدا ہوگا، اور اس بنا پر سوکنوں میں دشمنی وعداوت اور فخر و مقابلہ پیدا ہوجائے گا جس کا اثر گھر میں موجود افراد یعنی اولا اور خاوند پر بھی ہوگا، جو کہ ایک نقصان دہ چیز ہے۔

اعتراض کا رد:

خاندان میں ایک بیوی کی موجودگی میں بھی نزاع اور جھگڑا پیدا ہوسکتا ہے اور ہوتا ہے بلکہ بیوی جب ایک ہی رہتی ہے تو غریب شوہر پر زیادہ ہی خودسری کا مظاہرہ کرتی ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں ہونے کی صورت میں نزاع اور جھگڑا پیدا نہ ہو جیسا کہ اس کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے۔

اور اگر ہم یہ تسلیم بھی کرلیں کہ ایک بیوی کی بنسبت زیادہ بیویوں کی صورت میں نزاع اور جھگڑا زیادہ پیدا ہوتا ہے، پھر یہ بھی مان لیں کہ یہ جھگڑا عین ضرر اور نقصان ہے تو یہ بھی ماننا ہوگا کہ یہ سب کچھ خیر کثیر میں بھی ڈوبا ہوا ہے اور پھر زندگی میں نہ تو صرف خیر ہی خیر ہے اور نہ ہی صرف شر ہی شر۔ مطلب یہ کہ مقصود مطلوب وہ چیز ہے جو کہ غالب ہو تو جس شر پر خیر اور بھلائی غالب ہوگی اسے راجح قرار دیا جائے گا اور تعدد میں بھی اسی قانون کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

مزید ہر ایک بیوی کا مستقل اور علیحدہ رہنے کا شرعی حق ہے اور خاوند کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو ایک مشترک گھر میں رہنے پر مجبور کرے۔

ایک اور اعتراض:

جب تم مردوں کے لئے ایک سے زیادہ شادیاں کرنا مباح کہتے ہو تو پھر عورت کے لئے تعدد کیوں نہیں یعنی عورت کو یہ حق کیوں نہیں کہ ایک سے زیادہ آدمیوں سے شادی کرسکے؟

اعتراض کا رد:

عورت کو اس کا کوئی فائدہ نہیں کہ اسے تعدد کا حق دیا جائے بلکہ اس سے تو اس کی قدر اور عزت میں کمی واقع ہوگی، اور اس کی اولاد کا نسب بھی ضائع ہوگا اس لئے کہ عورت نسل بننے کا مستودع ہے اور نسل کا ایک سے زیادہ مردوں سے بننا جائز نہیں اور پھر اس میں بچے کے نسب کا بھی ضیاع ہے۔ اور اسی طرح اس کی تربیت کی ذمہ داری بھی ضائع ہوگی اور خاندان بکھر جائے گا اور اولاد کے لئے باپ کے روابط ختم ہوجائیں گے جو کہ اسلام میں جائز نہیں، اور اسی طرح یہ چیز عورت کی مصلحت میں بھی شامل نہیں اور نا ہی بچے اور معاشرے کی مصلحت میں ہے۔ (المفصل فی احکام المرأة:٦/٢٩٠)

مزید برآں ایک عورت ایک صحت مند مرد سے زائد کی متحمل ہرگز نہیں ہوسکتی پھر یہ بھی دھیان رہے کہ عورت کے جو امور ہوتے ہیں وہ بھی یہ موقع نہیں دیتے کہ وہ کئی مردوں کو سنبھال سکے۔ اور مردانہ نفسیات کے اعتبار سے جو قتل وخون ہوگا وہ ایک الگ ہی مسئلہ ہے۔

غرضیکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ علیم ہے اور اپنے بندوں کے کاموں کی خبر رکھنے والا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے بندوں کے لئے کوئی چیز تبھی مشروع کرتا ہے جب اس سے معاملات بہتر ہوتے ہوں، اللہ تعالیٰ نے تمام کاموں میں انسان کی فطرت اور اس کی طبیعت کو مدنظر رکھا ہے اور اس سے اعراض کرنے کے نقصانات کو بھی اجاگر کیا ہے۔ وہ جو کرتا ہے اس سے سوال نہیں کیا جا سکتا لیکن بندوں سے سوال کیا جائے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تسلیم کرنا اور اس کی شریعت کے تمام امور کو اس کی طرف سونپنا واجب ہے۔ اور یہ تمام چیزیں اس کی حکمت کے عین مطابق ہیں۔ انسان انہیں جانتا ہو یا نا جانتا ہو کیونکہ انسان کی عقل میں نقص اور کمی ہے جس کی وجہ سے شریعت کے بہت سارے فروعی مسائل اور احکام کی تفاصیل کے ادراک میں وہ پریشان ہوجاتا ہے۔

''تعدد ازدواج کا یہ نعرہ اس وقت تک ادھورا ہی رہے گا جب تک صالح مزاج لوگ معاشرتی خوف سے آزاد ہوکر دوسری اور تیسری شادی کی طرف قدم نہیں بڑھائیں گے، اسی طرح اولاد اور بیوی مخالفت کی شدید راہ کو ترک نہیں کریں گے، اس ضمن میں اہم تر بات یہ ہے کہ خود عورتوں کو کسی مرد کی دوسری بیوی بننے کا حوصلہ پیدا کرنا پڑے گا۔ ایسا تو بہت ہوتا ہے کہ آوارگی کی راہ سے لوگ دوسری تیسری شادیاں کر لیتے ہیں مگر شرعی طریقے پر پیغام نکاح دے کر کسی اعلیٰ معیار شادی شدہ نوجوان کے لئے بھی بہت بڑا بلکہ ناممکن مسئلہ ہوتا ہے۔ حالانکہ شادی شدہ مرد کے سارے جوہر کھل جاتے ہیں اس کی معاشرتی زندگی، گھریلو زندگی، جنسی توانائی اور کمانے کھانے کا معیار سب کچھ واضح ہوجاتا ہے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ معاشرتی تصور کے سبب ہر کوئی ایک کمتر کنوارے کو اعلیٰ ترین شادی شدہ نوجوان پر ترجیح دیتا ہے۔ سو یہ کام تو خود عورتوں کے بھی بڑھ کے کرنے کا ہے یا کم از کم تیار ہونے کا ہے۔ جب ایک بار تعدد کا تصور بن جائے گا تو بیوہ اور مطلقہ عورتوں کا مسئلہ بھی حل ہوجائے گا''۔ ایڈیٹر